قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 16 جولائی 2022ء | 16 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 16 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:145

فرمانِ رسولؐ

حضرت سعد بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کی کہ اے ام المؤمنین! مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں کچھ بتائیں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا۔ کیوں نہیں، ضرور پڑھتا ہوں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبی کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔

(ماخوذ از مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جامع صلاۃ اللیل حدیث 746)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

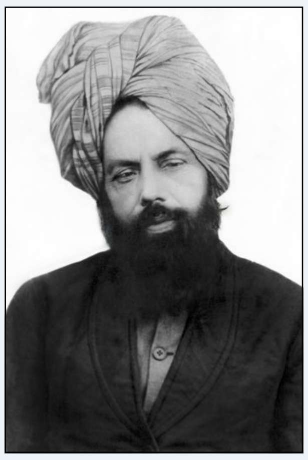

میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

• تیرہ[13] برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپ (آنحضرت ﷺ) نے جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے۔ بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔ اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا۔ کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے در پے ہوئی اور عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔۔۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 198-199، ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ﴿۵﴾

(القلم: 5)

ترجمہ: اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

آپؐ فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی۔ اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ (الکہف: 111) ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔ جس کے بدوں (یعنی جس کے بغیر) مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو اور پھر سوچو۔ پس جس حال میں ہادیٔ اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 74)

پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپ پیدا ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ انسان اور عبد رحمٰن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور ساری زندگی اسی میں آپ نے گزاری۔ اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے۔ اور اس زمانے میں بھی آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 4 فروری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خلافت دھوپ میں سایہ (منظوم)
- جِنّی گوڈی، اُنّی ڈوڈی
- حضرت سلطان القلمؑ کے تحریر کرنے کا طریق
- بامقصد تخلیق

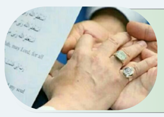

دربارِ خلافت

دوسری بات تربیت کی ہے اور وہ افرادِ جماعت کا خلافت کے ساتھ تعلق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جن پیشگوئیوں کے مطابق جو قرآنِ کریم اور حدیث میں واضح ہیں، مسیح موعود نے چودھویں صدی میں آنا تھا، وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ آپ کی کتب کو پڑھے۔ انگریزی دان جو ہیں یا جن کو اردو زبان نہیں آتی ان کے لئے دوسرے ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف زبانوں میں اتنا لٹریچر موجود ہے کہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے اس بارے میں وضاحت سے موجود ہے۔ اپنے عقیدے کو مضبوط اور پختہ کرنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اعتراض کرنے والوں کے اعتراضوں کے جواب دیں۔خود تیاری کریں گے تو علم بھی حاصل ہو گا اور اعتراضوں کے جواب بھی تیار ہوں گے۔ اس کے لئے بھی علاوہ اس کے کہ ہر شخص خود کرے، جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اپنے پروگرام بنانے چاہئیں کہ کس طرح ہم اس بارے میں ہر فرد تک یہ تعلیم پہنچا دیں کہ آپ کی بعثت کی غرض کیا ہے اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ یہ تو عقیدے کی بات ہو گئی جو میں نے کر دی ہے۔

دوسری بات تربیت کی ہے اور وہ افرادِ جماعت کا خلافت کے ساتھ تعلق ہے۔ خلافت کے ساتھ تعلق میں آج کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کا بھی ایک ذریعہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح alislam ویب سائٹ ہے۔ پس ان سے بھی جوڑنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو، نوجوان کو، مرد ہو عورت ہو جوڑنے کی کوشش کریں اور نظامِ جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے۔ مخلصین اور باوفا مخلصین کی بہت بڑی تعداد ہے جو بڑی کوشش سے آتے ہیں اور یہاں مسجد میں آ کر بھی خطبہ سنتے ہیں اور دنیا میں مختلف جگہوں پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی سنتے ہیں اور باقاعدگی سے سنتے ہیں، بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ دو تین دفعہ سنتے ہیں۔ لیکن ایک ایسی تعداد ہے جو نہیں سنتی۔ یہاں یوکے (UK) میں ہی ایسے لوگ ہیں جو خطبات نہیں سنتے اور نہ ہی دوسرے پروگرام دیکھتے ہیں بلکہ وہ بعض پروگراموں میں شامل بھی نہیں ہوتے۔ ایک جماعت میں کافی تعداد میں لوگوں نے خلافِ تعلیم سلسلہ بعض حرکتیں کیں جس کی وجہ سے مجبوراً اُن پر کچھ پابندیاں عائد کی گئیں۔ جب مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اُن میں سے اکثریت ایسی ہے جو خطبات نہیں سنتے، یا جن کا جماعت میں زیادہ تر actively آنا جانا نہیں ہے، نہ جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں لیکن جماعت کے ساتھ تعلق کیونکہ اُن کے خون میں تھا اس لئے جب اُن پر پابندیاں لگیں، اُن کو تھوڑی سی سزا دی گئی تو پریشان بھی ہو گئے اور انتہائی فکر اور درد سے مجھے معافی کے خط بھی لکھنے لگ گئے۔ بعض مجھے ملے بھی تو اُس وقت بھی روتے تھے۔ اگر وہ صرف دنیادار ہی ہوتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔ پس ایسے بھی ہیں جو دنیا کے کاروباروں کی وجہ سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور جب اُنہیں توجہ دلائی جاتی ہے تو پھر اُنہیں شرمندگی کا احساس بھی ہوتا ہے اور توبہ و استغفار بھی کرتے ہیں اور آئندہ سے جماعت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ پس یہ یاددہانی کروانا اور نگرانی بھی رکھنا یہ جو جماعتی نظام ہے، سیکرٹریان، مبلغین اور ذیلی تنظیمیں ہیں، ان سب کا کام ہے کہ خلافت سے ہر فرد کا ذاتی تعلق پیدا کروانے کی کوشش کریں۔ دلوں میں خلافت سے تعلق اور وفا کو جو پہلے ہی ہے اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔ جب اُن کو سمجھایا جائے تو یہ لوگ مزید نکھر کے سامنے آتے ہیں۔ اگر کوئی گرد پڑ بھی گئی ہو تو وہ جھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی تعزیر کی جاتی ہے تو اُس وقت اس وفا کا شدت سے اظہار ہوتا ہے۔

اگر تربیت کا شعبہ مستقل خلیفہ وقت سے رابطے کی تلقین کرتا رہے اور خطبات اور جلسوں اور سارے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہیں تو جہاں خلافت سے مزید تعلق مضبوط ہو گا، وہاں تربیت کے بھی بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خلافت دھوپ میں سایہ

خلافت ہی حفاظت ہے، خلافت ہی نگہبانی
رہا گھاٹے میں وہ جس نے یہ نعمت ہی نہ پہچانی

خلافت دھوپ میں سایہ، خلافت غم میں غمخواری
یہ چشمہ ہے محبت کا جو سب دنیا میں ہے جاری

خلافت درد کا چارہ، خلافت ہی سہارا ہے
جو رہبر ہو اندھیرے میں، خلافت وہ ستارہ ہے

خلافت کا جو دشمن ہے کہیں کا بھی نہیں رہتا
فلک کا تو وہ کیا ہوگا، زمیں کا بھی نہیں رہتا

خلافت کا شجر پھولے پھلے گا، وعدہ ربانی
وہ خود مٹ جائے گا جس نے مٹانے کی اسے ٹھانی

م-ج-مرزا

دعا کا تحفہ

ظالم قوم کے فتنہ سے بچنے کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں ایمان لانے والی نوجوانوں کی قلیل تعداد کو یہ نصیحت کی کہ اب ایمان لائے ہو تو خدا پر توکل کرنا۔ جس کے جواب میں انہوں نے یہ دعا کی۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۶﴾ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۷﴾

(یونس: 86-87)

ہم اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں (ان) ظالم لوگوں کے لئے فتنہ (کا موجب) نہ بنا۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں کے ظلم سے نجات دے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 19)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

جِنّی گوڈی، اُنّی ڈوڈی

میں نے اس سے قبل ایک آرٹیکل میں اس امر کا اظہار کیا تھا کہ ہمیں قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا کے مادی نظام کا روحانی نظام کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ جیسے مادی پانی اور روحانی پانی، مادی ستارے اور روحانی ستارے، مادی چاند اور روحانی چاند اور مادی سورج اور روحانی سورج وغیرہ وغیرہ۔ اسی نظام کو اگر ہم مندرجہ بالا عنوان ’’جنی گوڈی، اُنّی ڈوڈی‘‘ کے حوالہ سے دیکھیں تو اللہ کو پانے کے لئے، حضرت محمد مصطفیٰؐ سے مثالی محبت کرنے کے لئے، قرآن کریم سے حقیقی پیار کرنے کے لئے اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء سے عقیدت رکھنے اور اس کے اظہار کے لئے اسی طرح محنت کرنی پڑے گی جتنی محنت ایک کسان فصل اور ایک مالی یا باغبان پھل حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ مالی، باغبان یا کسان زمین کو اچھی طرح گوڈتا ہے یا ہل چلاتا ہے۔ مٹی کو اوپر تلے کرتا ہے۔ کسان ہل کے ساتھ گہرائی میں جاکر مٹی کو الٹا پلٹتا ہے۔ بسا اوقات ایک دفعہ ہل چلانے کے بعد کھیت کو پانی دے دیتا ہے اور وَتر آنے یا زمین نم ہونے پر دوبارہ ہل چلاتا ہے تا اچھی فصل یا زیادہ اور عمدہ پھل حاصل کر سکے کیونکہ وہ جانتا ہے ’’جِتّا ہل اُنّا پھل‘‘

اسی طرح ہر مومن روحانی دنیا میں اپنی کھیتی کا کسان ہے، باغبان ہے، مالی ہے۔ جس حد تک وہ اپنی روحانی کھیتی کو اپنے نیک اور صالح اعمال سے نرم رکھے گا۔ نمازوں سے، نماز تہجد و نوافل سے، فرض اور نفلی روزوں سے، تلاوت قرآن پاک سے، اللہ اس کے رسول سے محبت رکھنے سے، حضور ایدہ اللہ سے پیار اور عقیدت کا اظہار کر کے اور آپ کی تمام نصائح و ہدایات کو حرزِ جان بنا کر نیز اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کر کے اپنی روحانی کھیتی میں ہل چلائے گا۔ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں، رحمتوں کی بارش نازل کرے گا۔ اگر مادی دنیا میں ایک بالی میں 700 یا اس سے بڑھ کر دانے ہو سکتے ہیں تو روحانی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ بے حساب انعامات اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ اور ہم سے ہر ایک اس امر کا گواہ ہے اور ہمارے بزرگوں اور آباء و اجداد نے حضرت مسیح موعودؑ کے مشکل دور میں اپنے اعمال سے روحانی کھیتی میں بیج بوئے ہم تمام آج ان کے پھل کھا رہے ہیں۔ ہمارے کسی بزرگ نے اپنے آباء و اجداد کی قربانیوں کے ذکر میں کہا تھا کہ ہم دراصل اپنے بزرگوں کا ’’کھٹا‘‘ ہوا کھا رہے ہیں اور اگر ہم اپنی روحانی کھیتی میں مسلسل محنت سے ہل چلا کر بیج بوتے رہے۔ نئے نئے پھولوں کی نرسری لگاتے رہے تو ہماری اولادیں اور نسلیں ہمارا ’’کھٹا‘‘ ہوا کھائیں گی۔ مجھے وہ کہاوت یاد آرہی ہے کہ ایک بزرگ اپنی عمر کے آخری حصہ میں پھل دار پودا لگا رہے تھے۔ کسی نے بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ تو عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ اس پودے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ بزرگ نے جواباً کہا کہ ہمارے بزرگوں نے پھل دار درخت لگائے اور ہم ان درختوں کے پھل کھا رہے ہیں۔ میں لگاؤں گا تو ہماری اولادیں اور نسلیں ان پھلوں سے مستفید ہوں گی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

الفضل کے پیارے قارئین! اوپر بیان کردہ مثال سے ایک اور سبق بھی اُجاگر ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ جس طرح مادی پھل صرف باغبان کے لئے ہی تقویت اور فائدہ کا باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور ارد گرد کے ماحول میں بسنے والے ہی صرف فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ جہاں جہاں بھی یہ پھل جائے گا۔ اُس جگہ کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور ان کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے بعینہٖ روحانی دنیا میں ایک مومن جو کھیتی تیار کرتا ہے۔ اس سے اس کے اہل و عیال، عزیز و اقارب اور دیگر بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ 1400 سال گزرنے کے بعد ابو قحافہ، ابو قحافہ ہی نہیں رہے بلکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بن گئے۔ عمر صرف عمر ہی نہیں بلکہ آج بھی حضرت عمر فاروقؓ کا نام ہمارے دلوں میں زندہ ہے اور اپنے نیک کاموں اور نیک نمونہ کی وجہ سے تا قیامت ہماری نسلوں میں زندہ رہے گا۔ اسلام بھی ایک باغ کی طرح ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ میں ایک باغیچہ لگا رہا ہوں۔ اور اس باغیچے کے ایک درخت کے حوالہ سے ہر احمدی کو مخاطب ہو کر فرمایا ’’اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!‘‘ پس آج اس اسلامی باغ اور جماعتی باغیچہ اور سبزہ زاروں کا ہم میں سے ہر ایک کسان بھی ہے۔ مالی بھی ہے۔ باغبان بھی ہے اور Care taker بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے نیک عمل اور عمدہ مثالی نمونہ سے اس باغ اور اس باغیچہ کو سرسبز و شاداب رکھنا ہے۔ اس میں زائد اُگنے والی گھاس اور جڑی بوٹیوں کو (مراد رسومات و بدعات ہیں) تلف کرنا ہے۔ ضائع کرنا ہے تا زیادہ سے زیادہ صحت مند عمدہ پھل پھول لگے۔ اور اپنے ساتھ سست اور کمزور احمدیوں کو بھی اس باغ کا محافظ بنانا ہے۔ ان کا مالی بنانا ہے۔ تاہم سب مل کر اک باغ اور باغیچہ کی گوڈی کریں اور زیادہ سے زیادہ پھل حاصل کریں گے۔ جنّی کھاد پاواں گے اُنّا ہی مفاد حاصل کراں گے۔ ’’جنا گُڑ پاواں گے اُنا مٹھا کھاواں گے‘‘۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

حق نے کر ڈالی ہیں دُہری خدمتیں تیرے سپرد
خود کو تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: اے خدا! جس طرح مقناطیس، لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح ہم تیری محبت اور تیرے بندوں کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں اور ہم وہ نقطہ مرکزی ہو جائیں جس پر خدا اور بندہ آپس میں مل جاتا ہے اور ہمارا دل وہ گھر بن جائے۔ جس میں خدا اور انسان کی محبت جاگزین ہو جاتی ہے۔

(الفضل 18 نومبر 1937ء)

(ابو سعید)

بقیہ: فرانس میں تبلیغ اسلام احمدیت...... از صفحہ 11

شرکاء کو مختصر تعارف کے ساتھ حضور انور کی کتاب پیش کی۔

رکن قومی اسمبلی محترمہ نائمہ موتشو صاحبہ کی مشن ہاؤس آمد

فرانس میں حالیہ انتخابات سے قبل مورخہ 7 جون کو ہمارے علاقہ کی نیشنل اسمبلی کی مسلم ممبر محترمہ Naima Moutchou اپنی انتخابی ٹیم کے 4 ارکان کے ساتھ ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے مرکزی مشن ہاؤس واقع Saint-Prix تشریف لائیں۔ موصوفہ 2017 کے انتخاب میں کامیاب ہو کر نیشنل اسمبلی کی رکن بنی تھیں۔ یاد رہے کہ صدارتی انتخابات کی طرح قومی اسمبلی کے انتخابات بھی دو مراحل میں ہوتے ہیں۔ پہلے مرحلہ میں زیادہ ووٹ لینے والے دو امیدواروں کا دوبارہ مقابلہ دوسرے مرحلہ میں ہوتا ہے۔ اراکین قومی اسمبلی کے انتخاب کا پہلا مرحلہ 12 جون اور دوسرا 19 جون کو ہوا۔ اور موصوفہ یہ انتخاب جیت کر قومی اسمبلی کی پھر رکن منتخب ہوگئی ہیں۔

ان سے رابطہ جماعت کے نیشنل سیکرٹری وصیت مکرم سعید احمد چیمہ صاحب کے توسط سے ہوا۔ موصوف اپنے علاقہ کی کونسل کے تحت ہونے والے رفاعی کاموں میں کافی حصہ لیتے ہیں۔ اور انہی کاموں کے دوران محترمہ نائمہ صاحبہ کی انتخابی ٹیم کے ایک رکن سے رابطہ ہوا۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

تقریباً پانچ بجے اپنے وفد سمیت جب مشن ہاؤس میں تشریف لائیں تو مکرم امیر صاحب، مکرم نائب امیر صاحب، مکرم سیکرٹری امور خارجیہ، مکرم سعید چیمہ صاحب اور خاکسار نے انکا استقبال کیا۔ مسجد، لائبریری اور دیگر عمارتوں کے وزٹ اور تعارف کے بعد انہیں جماعت کے تفصیلی تعارف کیلئے گیسٹ روم میں بٹھایا گیا۔

مکرم طلحہ رشید صاحب اور خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔ بطور خاص بانی جماعت احمدیہ، نظام خلافت، دیگر مسلمانوں سے اختلافات اور پاکستان میں احمدیہ مخالف ظالمانہ قوانین، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، الجزائر وغیرہ میں احمدیہ مخالف ظالمانہ رویوں کے متعلق انکو بتایا گیا۔ پھر جماعتی تنظیم، مالی نظام، تعلیم وصحت کے شعبہ میں بنی نوع انسان کی خدمات، ہیومینیٹی فرسٹ اور اسلام کی پُر امن تشریح و تعبیر کے عالمگیر پرچار کے حوالے سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عالمی فورمز میں خطابات کا ذکر کیا۔ اور ساتھ ساتھ ماحضر بھی پیش کرتے رہے۔

لجنہ اماء اللہ فرانس کا ایک وفد جنرل سیکرٹری مادام منیرہ دوبوری صاحبہ، سیکرٹری تبلیغ مادام آمینا تاطورے صاحبہ اور سیکرٹری اشاعت مادام بالآرلی فطنہ صاحبہ پر مشتمل بھی ان سے ملا۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کی خواتین، لجنہ اماء اللہ کی تنظیم، لائحہ عمل اور خدمت خلق کے شعبہ میں انکی کارکردگی سے متعلق گفتگو کی۔

ملاقات کے بعد تمام مہمانوں کو جماعتی کتب بشمول حضور انور کی کتاب ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ تحفۃً پیش کیں۔ ان کے بیان کردہ تاثرات کے مطابق جماعت احمدیہ مسلمہ سے متعلق جان کر انکو حیران کن خوشی ہوئی۔

تمام قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اسلام کے حقیقی پیغام کو ساری دنیا میں پھیلانے کی توفیق دے۔ نیز اہل دنیا کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق دے۔ آمین

فرحان حمزہ قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا

حضرت سلطان القلمؑ کے تحریر کرنے کا طریق

ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے ظہور کی علامات میں سے ایک بڑی علامت یہ بیان فرمائی کہ آپ تلوار کے جہاد کا التواء فرما دیں گے۔ چنانچہ فرمایا کہ يَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

جس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدیٔ موعود بنا کر مبعوث فرمایا، ہندوستان میں خصوصاً ہر طرف سے اسلام پر حملے کئے جا رہے تھے۔ دین کی حقیقی روح اور اس کا ادراک مفقود تھا اور دین محمد ﷺ کے لئے مرثیے لکھے جا رہے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں اس صورتحال کا نقشہ یوں کھینچا:۔

کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
اِک تزلزل میں پڑا اِسلام کا عالی منار

لیکن یہ حملے تلوار کے ذریعے نہیں کئے جا رہے تھے بلکہ قلم کے ساتھ اسلام پر یہ تبر پڑ رہے تھے۔ لہٰذا لازم تھا کہ ان حملوں کا جواب بھی قلم کے ذریعے ہی دیا جائے۔ ایسے نازک وقت میں اسلام کے اِس بطلِ جلیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تنِ تنہا ان ظالمانہ حملوں کے مقابل پر قلم اٹھایا اور دشمنوں کے منہ بند کر دیئے۔

آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے۔ اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے۔… اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 59-60 ایڈیشن 1984ء)

خدائے عزّ و جل نے آپ کو سلطان القلم اور آپ کے قلم کو ذوالفقارِ علی کے لقب عطا فرمائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس میں یہی سر ہے کہ یہ زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 232، مطبوعہ 1984ء) پھر اپنی تصنیفِ لطیف ’’نشانِ آسمانی‘‘ میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدائے تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقتِ عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔‘‘

(نشانِ آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 430)

تائید الٰہی سے تحریر کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریرات کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت کا ہاتھ تھا۔ بلکہ آپ نے قلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی اٹھایا تھا۔ چنانچہ آپ کو الہام ہوا:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاكْتُبْ وَ لْيُطْبَعْ وَ لْيُرْسَلْ فِي الْاَرْضِ

(ترجمہ: یعنی اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ پس تو لکھ اور وہ طبع کیا جائے اور چاہئے کہ ساری زمین میں بھیجا جائے۔)

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 267 حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

حضور علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل میں 91 کتب و رسائل تصنیف فرمائیں اور آپؑ کے مکتوبات اور اشتہارات اس کے علاوہ ہیں۔ آج خلافتِ احمدیہ کی عظیم اور بابرکت قیادت میں ان تحریرات کی کُل عالم میں اشاعت ہو رہی ہے۔ پس یہ الہام نہایت شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔

اپنی تصنیف ’’نزول المسیح‘‘ میں تائید باری تعالیٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’میں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

پھر اسی تسلسل میں آگے بیان فرمایا:

’’میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (1) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں...یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ (2) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔... عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے ہوئے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434-435)

اس حوالہ سے حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سیرت المہدی میں درج ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

’’کئی دفعہ حضور فرماتے تھے کہ بعض الفاظ خود بخود ہمارے قلم سے لکھے جاتے ہیں اور ہمیں ان کے معنی معلوم نہیں ہوتے۔ ... کئی دفعہ حضرت صاحب سے ایسا محاورہ لکھا جاتا تھا کہ جس کا عام لغت میں بھی استعمال نہ ملتا تھا لیکن پھر بہت تلاش سے پتہ چل جاتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 105)

تحریر میں سرعت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قلب مطہر میں اسلام کی تبلیغ اور اس کی حمیت کا جو بحرِ زخّار موجزن تھا اس کا کچھ اندازہ ہمیں آپ کی تحریر میں سرعت کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ آپ بہت تیزی سے تحریر فرمایا کرتے تھے لیکن اس تیزی کے باوجود آپ کی تحریر نہایت پختہ اور مدلّل تھی جو اس کے ہر ایک قاری پر واضح ہے۔

چنانچہ حضرت چودھری محمد حیات خان صاحب رضی اللہ عنہ آف گڑھی آوان حافظ آباد (بیعت: 20؍فروری 1892ء۔ وفات: 7؍جنوری 1939ء) حضرت اقدس علیہ السلام کے سفرِ سیالکوٹ 1904ء کی روداد بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’..... دوسرے دن پھر میں حاضر ہوا کہ انتظام وغیرہ مناسب دیکھ لوں، حضور کی نسبت دریافت پر معلوم ہوا کہ بالاخانہ کے سقف پر لیکچر تحریر فرما رہے ہیں، تنہا آپ ہیں کسی کو جانے کی نسبت حکیم صاحب (مراد حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب۔ ناقل) نے منع کیا ہوا ہے، ملاقاتی لوگ واپس جا رہے ہیں اگرچہ خلاف ورزی حکم حکیم حسام الدین صاحب تھی نیز ان کی طبیعت بھی غصہ والی تھی، سب گھر والے، دوست آشنا ان سے ڈرتے تھے مگر میرے دل میں یہ ایک عشق تھا کہ دیکھوں حضرت صاحب کس طرح مصروف ہیں، حکیم صاحب نے اگر دیکھ لیا یا کسی نے بتا دیا تو اُن کے خفا ہوتے ہی جلدی جلدی نکل جاؤں گا، یہ بھی ممکن تھا کہ مجھے وردی میں ملبوس دیکھ کر حکیم صاحب معاف کر دیں گے۔ یہی بات دل میں ٹھان کر زینہ کے راستہ کوٹھے پر چلا گیا اور آخری دروازہ کی اوٹ میں خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

میں حلفیہ بیان کے ساتھ کہتا ہوں کہ سقف مکان کے اوپر چاروں کونوں پر چھوٹے چھوٹے شہ نشین تھے اور اُن کے اندر بڑی بڑی چار دواتیں سیاہی کی ہر شہ نشین پر ایک ایک کر کے پڑی ہوئی تھیں، حضرت صاحب کے ہاتھ میں لوہے کا قلم تھا، سر پر چھوٹی سی اُونی ٹوپی جو دستار مبارک میں رکھتے تھے، پہنی ہوئی تھی اور جلدی جلدی چلتے جاتے تھے اور دوات کا ڈوبہ ایک جگہ سے لے کر پھر دوسری جگہ سے لیتے تھے اور کاغذات لکھ لکھ کر لپیٹتے جاتے تھے ... کہ اتنے میں ایک لڑکا جوان عمر کا آیا اور جلدی میں سب کاغذات لے کر چلا گیا، میں نے آہستہ آہستہ اس سے پوچھا تم کیا کرو گے؟ اُس نے کہا کہ میں کاپی نویس ہوں اور میری مدد پر دو چار آدمی نیچے بیٹھے ہیں۔ کوئی کتاب نہیں دیکھی، خدا کا جری چلتے چلتے لکھتا جاتا ہے اور کاغذات کے انبار پھر ہو جاتے ہیں، دوسرا کاپی نویس آیا اور وہ لے گیا، سلطان القلم کا نقشہ میرے سامنے آ گیا۔

دوستو! آپ بھی منشی ہیں، میں بھی نوشت خواند کے کام میں محکمہ پولیس میں مشہور تھا مگر ایک خط کسی دوست کو یا کوئی سرکاری رپورٹ لکھنی ہو تو کس قدر محنت و میز کرسی یا تکیہ غالیچہ کے فرش پر بیٹھ کر لکھتے ہیں۔ ان ایام میں مَیں نے کوشش کی کہ ایک کارڈ چلتے چلتے لکھوں مگر لکھ نہ سکا۔

(الحکم قادیان 7-14؍جولائی 1938ء صفحہ 3)

دہلی کے ایک قابل وقائع نگار اور اخبار ’’صحیفہ قدسی‘‘ کے ایڈیٹر و مالک مولانا عبد القدوس قدسی صاحب گو کہ احمدی نہ تھے لیکن حضرت اقدس علیہ السلام سے عقیدت رکھتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے سفر دہلی 1892ء کے موقع پر وہ بھی حاضر خدمت ہوتے بلکہ مولوی محمد بشیر بھوپالوی صاحب کے ساتھ ہونے والے حضرت اقدسؑ کے تحریری مباحثہ میں حضور علیہ السلام کا تحریر کردہ پرچہ نقل کرنے میں شامل تھے۔

حضرت منشی ظفر احمد کپور تھلوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’...مولوی محمد بشیر صاحب مباحثہ کے لیے آ گئے .... جب وہ اپنا مضمون تیار کر چکے تو ہم نے حضرت صاحب کے پاس پہنچا دیا.... حضورؑ نے .... جواب لکھنا شروع کر دیا۔ جب دو ورقہ تیار ہوگیا تو میں نے نقل کرنے کے لیے دے آیا۔ دو ورقے کو ایک ایک ورق کر کے ایک مولوی عبدالکریمؓ نے نقل کرنا شروع کیا اور ایک عبدالقدوس نے۔ اس طرح میں اوپر سے جب دو ورقہ تیار ہوتا، لے آتا اور یہ نقل کرتے رہتے۔حضرت صاحب اس قدر جلد لکھ رہے تھے کہ ایک دو ورقہ نقل کرنے والوں کے ذمہ فاضل رہتا تھا۔عبدالقدوس جو خود بہت زود نویس تھا،حیران ہوگیا اور ہاتھ لگا کر سیاہی کو دیکھنے لگا کہ یہ پہلے کا تو لکھا ہوا نہیں۔ میں نے کہا اگر ایسا ہو تو یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ جواب پہلے سے لکھا ہو۔‘‘

(اصحاب احمد جلد چہارم مؤلفہ ملک صلاح الدین ایم اے صفحہ 190-192)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتب اور بعض فصیح و بلیغ عربی قصائد نہایت مختصر وقت میں تصنیف فرمائے گئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے معروف قصیدہ ’’بُشْرٰی لَکُمْ یَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانِ‘‘ (جس کے کُل 110 اشعار ہیں) کے آخر پر تحریر فرمایا

قَدْ قُلْتُ مُرْتَجِلًا فَجَاءَتْ ھٰذِہٖ
کَالدُّرَرِ اَوْ کَسَبِیْکَۃِ الْعِقْیَانِ

ترجمہ: میں نے یہ قصیدہ جلدی سے کہا ہے اور یہ قصیدہ موتی کی طرح ہے یا اس سونے کی طرح جو کٹھالی سے نکلتا ہے۔

لیکن آپ کے نزدیک اس میں آپ کا کوئی ذاتی ہنر یا کمال نہ تھا بلکہ یہ سب خدا تعالیٰ کی تائید کا نتیجہ تھا۔ لہٰذا اس کے اگلے ہی شعر میں فرمایا:

مَا قُلْتُھَا مِنْ قُوَّتِیْ لٰکِنَّھَا
دُرَرٌ مِّنَ الْمَوْلٰی وَنَظْمُ بَنَانِیْ

ترجمہ: میں نے اس کو اپنی قوت سے نہیں کہا مگر وہ موتی خدا تعالیٰ سے ہیں اور میرے ہاتھ نے پروئے ہیں۔

(نور الحق الحصۃ الثانیۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 227)

پھر تحریر میں سرعت کے متعلق ایک اور مثال ہمیں حضور کی کتاب ’’اعجازِ احمدی‘‘ کی صورت میں ملتی ہے جو آپ نے اواخر 1902ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمائی،اور جس میں 533 اشعار کا ایک لمبا عربی قصیدہ ’’اَلْقَصِیْدَۃُ الْاِعْجَازِیَّۃُ‘‘(یعنی اعجازی قصیدہ) کے نام سے تحریر فرمایا۔اس قصیدہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ

’’... روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔‘‘

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 146)

اسی عبارت کے حاشیہ میں یہ نوٹ دیا:۔

’’دیر کا ایک یہ بھی باعث ہوا کہ مجھے منصف صاحب کی عدالت میں تاریخ 7/ نومبر 1902ء کو بٹالہ جانا پڑا اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دِن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔‘‘

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 146 حاشیہ)

محنت سے تحریر کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نہایت محنت سے تحریر کا کام سرانجام فرماتے تھے۔ آدھی رات تک یا بسا اوقات ساری رات تحریر کرنے، کاپیاں پڑھنے یا پروف دیکھنے میں مصروف رہتے۔حضرت اُم المؤمنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

’’...رات کا زیادہ حصہ آپؑ جاگ کر گزارتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ ...آپ کو اکثر اوقات رات کے وقت بھی مضامین لکھنے پڑتے تھے جو آپ عموماً دیر تک لکھتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 4)

اوائل جنوری 1903ء میں کتاب ’’مواہب الرحمٰن‘‘ تصنیف فرمانے میں آپ بہت مصروف تھے اور رات گئے کام کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ 14 جنوری 1903ء کو نماز فجر کے وقت حضورؑ نے فرمایا:۔

’’میں کتاب تو ختم کر چکا ہوں۔ رات آدھی رات تک بیٹھا رہا۔ نیّت تو ساری رات کی تھی مگر کام جلدی ہی ہوگیا۔ اس لئے سو رہا۔ اس کا نام مواہب الرحمٰن رکھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 413 مطبوعہ 1984ء)

پھر اس کے اگلے روز علی الصباح فرمایا:۔

’’رات تین بجے تک جاگتا رہا تو کاپیاں اور پروف صحیح ہوئے ...یہ بھی ایک جہاد ہی تھا۔ رات کو انسان کو جاگنے کا اتفاق تو ہوا کرتا ہے مگر کیا خوش وہ وقت ہے جو خدا کے کام میں گذارے۔‘‘

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدمتِ دین محمد ﷺ کے لئے جذبہ دیکھئے کہ آگے فرمایا:

’’میرے اعضاء تو بے شک تھک جاتے ہیں مگر دل نہیں تھکتا۔ وہ چاہتا ہے کہ کام کئے جاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 414 مطبوعہ 1984ء)

غرض متعدد تصنیفات کو تیار کرنے کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام نے جاگتے ہوئے راتیں کاٹیں۔ ایک دفعہ کثرت سے تحریر کرنے اور کاپی دیکھنے کی وجہ سے اُس طبعی تکلیف کو مدِّنظر رکھ کر جو انسان کو ہوجایا کرتی ہے، آپ کے ایک خادم نے آپ سے اظہارِ ہمدردی کیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ’’بدن تو تکلیف کے واسطے ہے۔ اَور کس لئے ہے؟‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 469 تا 470 مطبوعہ 1984ء)

دین کی خدمت کرتے ہوئے آپؑ کبھی نہ تھکتے تھے۔ نہ آپ کو موسم کی شدّت نے کبھی سست کیا۔ ایک دفعہ قادیان میں شدید گرمی پڑی۔ اس گرمی کی شدت کا نقشہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مضمون میں کھینچا اور اس میں یہ جملہ بھی لکھا کہ ’’گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔‘‘ مراد یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شدید گرمی کے باعث کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے یہ بات سنی تو آپؑ نے فرمایا کہ ’’یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 126 مطبوعہ 2008ء)

آپؑ نے اپنی جماعت کو بھی محنت اور جفاکشی کی عادت پیدا کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ ایک مرتبہ احباب کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

’’یہ وقت بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 196 مطبوعہ 1984ء)

یہاں یہ بات بھی بیان کرنی ضروری ہے کہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نہایت عرق ریزی سے کتب کے مسوّدات کو پڑھتے اور کاتب کی غلطیوں کی اصلاح فرماتے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی مسوّدہ کسی کتاب یا اشتہار کے واسطے لکھتے تھے تو اُسے دوبارہ اور بعض دفعہ کئی بار پڑھتے اور اصلاح کرتے تھے اور کاتب کو بھی مسوّدہ دینے سے قبل عموماً اُن خدام کو جو قادیان میں موجود ہوتے،مسودہ خود پڑھ کر سنایا کرتے اور جب کاتب کاپی لکھ لیتا تو خود کاپی پڑھتے اور بعض جگہ پھر کچھ اصلاح کرتے اور عبارت زیادہ کرتے۔ جب کاپی پتھر پر لگ جاتی تو پروف خود پڑھتے اور بعض جگہ تشریح کے طور پر کچھ عبارت بڑھاتے، جو پتھر پر لکھی جاتی۔ یا کم کرتے۔حضورؑ کی عادت تھی کہ ہر ایک مضمون کو ایسا واضح اور آسان کر دیتے تھے کہ پڑھنے والا اسے اچھی طرح سے سمجھ جائے اور اسی خیال سے بعض مضامین کی تشریح حاشیہ اور حاشیہ در حاشیہ لکھا کرتے۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 155-156 مطبوعہ 2008ء)

تحریر کے کام میں انہماک

کام میں استغراق کا یہ عالم تھا کہ اِرد گرد کے ماحول کا آپؑ پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوتا اور نہ ہی آپ کے کام میں کوئی شور وغیرہ مخل ہوتا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا کہ حضور علیہ السلام بڑی فصیح و بلیغ کتب تحریر فرما رہے ہوتے اور اِرد گرد بچوں اور دیگر احباب وغیرہ کی باتوں کا شور ہوتا۔ لیکن حضورؑ اس قدر کام میں مستغرق ہوتے کہ گویا علیحدہ کسی کمرہ میں بیٹھے ہیں۔ آپؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ:

’’میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضورؑ کو لکھنے میں یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی۔ مسکرا کر فرمایا میں سنتا نہیں تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مؤلفہ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 23)

مصنّفین حضرات جانتے ہیں کہ ہلکے شور میں بھی تحریر کا کام کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ ایک جملہ ہی لکھنا دشوار ہوتا ہے۔لیکن ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں سے کوئی فرق نہ پڑتا تھا بلکہ عام گھریلو ماحول میں ہی ایسے شہکار تحریر فرمائے جن سے بنی نوع انسان قیامت تک مستفیض ہوتی رہے گی۔ اِن شاء اللہ العزیز

تحریر کرتے وقت آپؑ کی کیفیت

اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت نہایت سادہ تھی اور آپؑ کی سیرتِ طیبہ آیت وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ کی عملی تصویر پیش کرتی ہے۔ تحریر ہو کہ تقریر، آپؑ کا کلام ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھا۔

لکھنے والے اکثر باقاعدہ میز اور کرسی اور الماری وغیرہ اور دیگر لوازمات کے بغیر کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ بیشتر ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے کافی خرچ کر کے مہنگا اور قیمتی سامان اکٹھا کر کے اپنا دفتر تیار کیا ہوتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی کا یہ عالم تھا

کہ آپ ان اشیاء کے محتاج نہ تھے۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

’’تحریر وغیرہ کا سب کام پلنگ پر ہی اکثر فرمایا کرتے اور دوات، قلم، بستہ اور کتابیں یہ سب چیزیں پلنگ پر موجود رہا کرتی تھیں کیونکہ یہی جگہ میز کرسی اور لائبریری سب کا کام دیتی تھی۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 447)

ایک اَور روایت میں حضرت میر صاحبؓ موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کے تصنیف کے وقت آپؑ کے بستوں اور کاغذات کا ذکر کرتے ہیں جس میں حضورؑ کی حد درجہ سادگی نمایاں نظر آتی ہے:۔

’’تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔جس میں کاغذ اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا۔ اسی واسطہ ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 698)

اسی روایت کے تحت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے نوٹ دیا ہے کہ ’’مَیں نے حضرت صاحب کو کبھی میز کرسی لگا کر کام کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ بسا اوقات ٹہلتے ہوئے تصنیف کا کام کیا کرتے تھے اور اکثر پلنگ یا فرش پر بیٹھ کر کام کرتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 698)

متعدد روایات سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام لکھتے ہوئے ٹہلتے جاتے تھے۔ آپؑ کا انداز بالکل بے تکلفانہ اور نہایت سادہ ہوتا۔ چنانچہ گھر میں ’’خصوصاً اگر پختہ فرش ہوتا تھا تو بعض اوقات ننگے پاؤں ٹہلتے بھی رہتے تھے اور تصنیف بھی کرتے جاتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 819)

حضرت سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر احمد حسین صاحبؓ فرید آبادی بیان کرتی ہیں کہ

’’میں نے کئی بار آپؑ کو صحن میں ٹہلتے ٹہلتے لکھتے دیکھا۔ دو دواتیں ہوتی تھیں۔ اِدھر گئے تو اِدھر سے دوات سے قلم بھر لیتے تھے اور لکھتے، اُدھر گئے تو اُدھر سے قلم بھر لیتے اور لکھتے۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 1573)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تحریر کرنے کا طریق بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ:۔

’’آپؑ کی عادت تھی کہ کاغذ لے کر اس کی دو جانب شکن ڈال لیتے تھے تا کہ دونوں طرف سفید حاشیہ رہے اور آپؑ کالی روشنائی سے بھی لکھ لیتے تھے اور بلیو، بلیک سے بھی اور مٹی کا اُپلہ سا بنوا کر اپنی دوات اس میں نصب کروا لیتے تھے تا کہ گرنے کا خطرہ نہ رہے۔ آپؑ بالعموم لکھتے ہوئے ٹہلتے بھی جاتے تھے یعنی ٹہلتے بھی جاتے تھے اور لکھتے بھی اور دوات ایک جگہ رکھ دیتے تھے جب اس کے پاس سے گزرتے نب کو تر کر لیتے۔ اور لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی تحریر کو پڑھتے بھی جاتے تھے اور آپ کی عادت تھی کہ جب آپ اپنے طور پر پڑھتے تھے تو آپ کے ہونٹوں سے گنگنانے کی آواز آتی تھی اور سننے والا الفاظ صاف نہیں سمجھ سکتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 23)

طرزِ خط

حضور علیہ السلام کے طرزِ خط کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’آپ کی تحریر پختہ مگر شکستہ ہوتی تھی۔جس کو عادت نہ ہو وہ صاف نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لکھے ہوئے کو کاٹ کر بدل بھی دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کی تحریر میں کئی جگہ کٹے ہوئے حصّے نظر آتے تھے اور آپ کا خط بہت باریک ہوتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 23)

آپؑ کا قلم مبارک

اوائل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کلک کے قلم سے لکھا کرتے تھے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت میں چار چار پانچ پانچ قلمیں بنوا کر رکھ لیتا تھا کہ جب ضرورت پڑے تو حضورؑ کو پیش کر سکوں اور کام میں کوئی تاخیر نہ ہو۔ پھر آپؓ آگے بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دن جب کہ عید کا موقعہ تھا میں نے حضورؑ کی خدمت میں بطور تحفہ دو ٹیڑھی نبیں پیش کیں۔ اس وقت تو حضرت صاحب نے خاموشی کے ساتھ رکھ لیں لیکن جب میں لاہور واپس گیا تو دو تین دن کے بعد حضرت صاحب کا خط آیا کہ آپ کی وہ نبیں بہت اچھی ثابت ہوئی ہیں۔ اور اب میں انہیں سے لکھا کروں گا۔ آپ ایک ڈبیہ ویسی نبوں کی بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے ایک ڈبیہ بھجوا دی اور اس کے بعد میں اسی قسم کی نبیں حضور کی خدمت میں پیش کرتا رہا۔ لیکن جیسا کہ ولایتی چیزوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد مال میں کچھ نقص پیدا ہو گیا اور حضرت صاحب نے مجھ سے ذکر فرمایا کہ اب یہ نب اچھا نہیں لکھتا جس پر مجھے آئندہ کیلئے اس ثواب سے محروم ہو جانے کا فکر دامنگیر ہوا اور میں نے کارخانہ کے مالک کو ولایت میں خط لکھا کہ میں اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں تمہارے کارخانہ کی نبیں پیش کیا کرتا تھا لیکن اب تمہارا مال خراب آنے لگا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت صاحب اس نب کے استعمال کو چھوڑ دیں گے اور اس طرح تمہاری وجہ سے میں اس ثواب سے محروم ہو جاؤں گا اور اس خط میں میں نے یہ بھی لکھا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کون ہیں؟ اور پھر میں نے حضورؑ کے دعاوی وغیرہ کا ذکر کر کے اس کو اچھی طرح تبلیغ بھی کر دی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا جواب آیا جس میں اس نے معذرت کی اور ٹیڑھی نبوں کی ایک اعلیٰ قسم کی ڈبیا مفت ارسال کی جو میں نے حضرت صاحب کے حضور پیش کر دی۔‘‘

(سیرت المہدی روایت نمبر 434)

یہ کمپنی جن کا نِب حضور علیہ السلام استعمال فرماتے تھے انگلینڈ کی مشہور کمپنی M.Myers & Son Ltd. تھی جو Birmingham

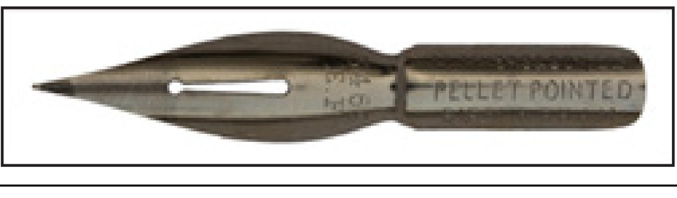

میں Charlotte Street پر واقع تھی۔حضرت مفتی صاحبؓ نے کمپنی کے نام جس خط اور ان کے جواب کا ذکر فرمایا ہے، یہ خط وکتابت اخبار الحکم 30/اپریل 1902ء صفحہ 13 تا 15 پر شائع شدہ ہے۔

نیز انگلینڈ سے منگوائے گئے قلموں کے بارہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حضرت مفتی صاحبؓ کا ایک خط آپؓ کی کتاب ’’ذکرِ حبیب‘‘ میں نقل کیا گیا ہے (دیکھئے: ذکرِ حبیب، صفحہ 297، مطبوعہ 2008ء)۔نمونہ کے طور پر M.Myers & Son Ltd. کے بنائے ہوئے ایک نِب کی تصویر نیچے دی گئی ہے۔غالباً اس قسم کا نِب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام استعمال فرماتے تھے۔ واللّٰہ اعلم

پس حضور علیہ السلام لوہے کے قلم سے لکھنا پسند فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپؑ سے آیت وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (یعنی ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت لڑائی کا سامان اور انسانوں کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔الحدید:26) کے بارہ میں استفسار ہوا تو فرمایا

’’میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ مجھے بار بار قلم بنانے کی عادت نہیں ہے۔اس لئے لوہے کے قلم استعمال کرتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 283-284 مطبوعہ 1984ء)

اس کے نیچے ایڈیٹر صاحب اخبار البدر نے مندرجہ ذیل نوٹ دیا کہ:

’’حضرت اقدسؑ جس قلم سے لکھا کرتے ہیں وہ ایک خاص قسم کا ہوتا ہے۔جس کی نوک آگے سے داہنی طرف کو مڑی ہوئی ہوتی ہے اور اس کی شکل تلوار کی سی ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 284 مطبوعہ 1984ء)

گویا لوہے کے قلم کا استعمال جہاد بالقلم کا ایک عملی اظہار تھا۔ اپنے منظوم کلام میں حضورؑ نے کس خوبصورتی سے یہ ارشاد فرمایا کہ

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

اختتام

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت محنت سے کتب تصنیف فرمائیں۔ آپؑ کی زندگی کا ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق اور خدمتِ اسلام میں گزرا۔ آپؑ کی عظیم الشان تحریرات اس کی گواہی دیتی ہیں۔ یہی وہ تحریرات ہیں جن سے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو رہا ہے اور جن کے ذریعہ اسلام کی آخری فتح مقدر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان روحانی خزائن سے حتی المقدور مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میری قلم سے قرآنی حقائق و معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے یا سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اَور فرقہ میں سے کوئی ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 267)

نبیل احمد اشرف

بامقصد تخلیق

ایک بے تکلف مجلس میں کسی کے بارے میں رائے دی گئی کہ یہ شخص تو بیکار ہے۔جس سے اس بات پر توجہ گئی کہ کیا خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی چیز بیکار یا بےمقصد بھی ہوسکتی ہے؟ خیال آیا کہ یہ کائنات تو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء سے بھری پڑی ہے۔ دنیا میں آنکھ کھولتے ہی ہمیں کچھ چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں، ہر گزرتے دن کے ساتھ نئی نئی چیزیں نظر آتی رہتی ہیں اور بڑے ہوکر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ دیکھ لیا یا کم از کم اس کے بارہ میں جان لیا۔لیکن کیا یہ درست ہے؟ غور کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس دنیا میں زندگی کی آخری گھڑی تک بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ہر چیز دیکھ چکے ہیں یا اُس کے بارے میں آگاہی حاصل کر چکے ہیں کیونکہ ابھی بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی موجودگی تک سے ہم لاعلم ہیں اور سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سی نئی چیزوں کے بارے میں انسان کا علم روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔لیکن بہر حال خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی جس چیز پر بھی ہم غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آنے لگتی ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے کسی مقصد سے تخلیق کی ہے اور کوئی بھی چیز انسان کے لئے اپنی ذات میں بری نہیں۔ جیسا کہ ایک شاعر نے بھی کہا ہے:

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانے میں

خدا تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہر چیز کا کچھ مخصوص امور سرانجام دینا اور اس کا مقصد انسان کی خدمت

خدا تعالیٰ نے انسان کو بطور اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے اور تمام دیگر مخلوقات کو انسان کی خدمت پر مامور کر دیا گیا ہے۔

اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ ان اشیاء سے فائدہ حاصل کرے یا ان ہی کے ذریعے وہ نقصان اُٹھائے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ کائنات کی کوئی چیز بھی بے فائدہ نہیں پیدا کی گئی۔ اسی بات کو یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا (آل عمران:196) یعنی اے ہمارے رب تو نے ہر گز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ تمام کی تمام چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے تخلیق کی گئی ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے بھی ظاہر ہے کہ ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا (البقرہ:30) یعنی وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

اسی امر پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔فکر کرو۔ سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے۔ اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تمہارے دل سے نکلے گا۔ اُس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 72-73)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

’’مومن وہ لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور جو کچھ زمین و آسمان میں عجائب صنعتیں موجود ہیں اُن میں فکر اور غور کرتے رہتے ہیں اور جب لطائف صنعت الٰہی اُن پر کھلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدایا تو نے ان صنعتوں کو بیکار پیدا نہیں کیا یعنی وہ لوگ جو مومن خاص ہیں صنعت شناسی اور ہیئت دانی سے دنیا پرست لوگوں کی طرح صِرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے کہ مثلاً اسی پر کفایت کریں کہ زمین کی شکل یہ ہے اور اس کا قطر اس قدر ہے اور اس کی کشش کی کیفیت یہ ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں سے اس کو اِس قسم کے تعلقات ہیں بلکہ وہ صنعت کی کمالیت شناخت کرنے کے بعد اور اُس کے خواص کھلنے کے پیچھے صانع کی طرف رجوع کر جاتے ہیں اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ 143-144)

دنیا میں جو کچھ بھی ہے انسان کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے اس رنگ میں صرف قرآن کریم ہی نے پیش کیا ہے۔

اول تو اس سے شرک کا رَد ہوتا ہے کیونکہ جب ہر چیز انسان کے لئے ہے تو پھر اس کا خدا ہونا بے معنی ہے کیونکہ خادم آقا نہیں ہوسکتا۔

دوسرے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز انسان کے فائدہ کے لئے ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سائنس کا دارومدار تحقیق پر ہے اور تحقیق اس وقت شروع ہوسکتی ہے جب یہ یقین ہو کہ جس چیز کے بارہ میں تحقیق کی جائے گی اس میں سے کوئی فائدہ مند علم پیدا ہو گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دنیا جہان کی ہر چیز انسان کے فائدہ کے لئے ہے۔ ذرا غور کیجیئے کہ کس جہالت کے زمانہ میں قرآن کریم نے یہ زبردست نکتہ بیان فرمایا۔

’’جمیعاً‘‘ کا لفظ اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے کہ خواہ مفردات ہوں یا مرکبات، خواہ ذرات ہوں یا مجموعہ ذرات سب کی سب اشیاء انسان کے لئے مفید ہیں۔

پس اگر سائنس کسی مرکب وجود کو پھاڑ کر اس کے اجزاء دریافت کرے تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق مفردات میں پھر آگے مزید فوائد مخفی نکلیں گے اور صرف فوائد مخفی نہ ہوں گے بلکہ ایسے فوائد مخفی ملیں گے جو انسان کے لئے مفید بھی ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کی تخلیق میں لطافت کا پہلو ہمیں بہت زیادہ نظر آتا ہے، ہر چیز کے اندر مخفی باریکی موجود ہوتی ہے مگر انسان اُس باریکی کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جب وہ اس پر غور و فکر اور تحقیق کرتا ہے تب وہ مخفی شے اُس کو نظر آنے لگتی ہے مگر پھر بھی اکثر و بیشتر وہ اُس کے استعمال سے بے خبر ہوتا ہے۔مزید تحقیق کے بعد جب وہ اس کے استعمال اور اس

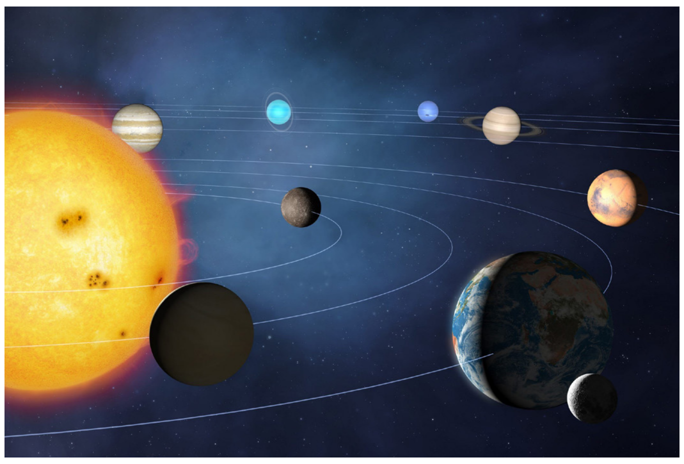

کے کام سے آشنا ہوتا ہے تب اس میں مزید باریکی اور اس کے ساتھ مزید مخفی اشیاء نظر آنے لگتی ہیں۔ روحانی آنکھ رکھنے والا شخص جب بھی کسی شے پر غور و فکر کرے گا تو اس کی سوچ کا منتہا، آخر خدا تعالیٰ ہوگا جبکہ صرف سائنسی علم رکھنے والا شخص جب کسی شے پر غور کرے گا تو وہ صرف اس چیز کو ہی منتہا یا آخری حد سمجھے گا۔

یہ صرف خدا تعالیٰ کی ہی خلقت کا کمال ہے، انسان کی بنائی ہوئی چیز اتنی باریکی اور گہرائی تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ نیست سے ہست پیدا کرسکتا ہے یعنی کچھ بھی نہیں سے خدا تعالیٰ پیدا کرسکتا ہے جبکہ انسان کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز ضرور درکار ہوتی ہے خواہ اس نے کچھ بھی بنانا ہو۔

ہماری کائنات یعنی Universe میں بے شمار گیلیکسیز Galaxies موجود ہیں، ان Galaxies میں Solar Systems ہیں اور پھر ان Solar Systems میں Planets ہیں۔ اور پھر اُن Planets کے ارد گرد مختلف Satellites یعنی چاند یا Asteroids ہیں۔

اسی طرح اگر باریکی میں جائیں تو ایٹم کا خیال آتا ہے۔ سائنس کی دنیا میں ایک وقت تھا جب سب سے چھوٹا ذرہ Atom خیال کیا جاتا تھا۔ پھر جب سائنسدانوں نے اس کی لطافت پر غور و فکر کیا تب یہ معلوم ہوا کہ ایک ایٹم میں Proton, Neutron اور Electron بھی ہوتے ہیں۔ اب سائنس کی مزید ترقی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ Neutron اور Proton میں مزید لطافت ہے جو ان ذرات سے بھی چھوٹے ہیں۔

200 سے زائد Subatomic Particles سائنسدانوں نے تلاش کر لیے ہیں، جن میں Quarks, Muons, Neutrinos and Mesons وغیرہ شامل ہیں۔

ایٹم کا ایٹم سے اور مالیکیول کا مالیکیول سے ملاپ اور یہ علم کہ ان کے باہمی اتصال میں کون سے کمزور اور کون سے مضبوط ہیں اور پھر اس علم کی بنا پر نئے کیمیائی مادے وغیرہ کیسے بنائے جاسکتے ہیں؟ یہ تمام امور اب بخوبی سمجھے جا چکے ہیں۔ نت نئی معلومات کی وجہ سے مادہ کے مسلمہ خواص میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ سائنس کے مسلمہ اور بنیادی اصولوں سے ٹکرائے بغیر تحقیق کے میدان میں انسانی علم ترقی کرتا رہتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر کسی آسمانی صحیفہ کے بیان کا ان مسلمہ سائنسی حقائق کی روشنی میں جائزہ لیا جائے جن کی صداقت عرصہ دراز سے مسلّم چلی آرہی ہو تو یقیناً ایسے بیان کی سچائی ثابت ہو جائے گی۔

(الہام، عقل علم اور سچائی صفحہ 249)

آج ہزاروں لاکھوں اشیاء کے فوائد معلوم ہو چکے ہیں اور باقیوں کے آئندہ معلوم ہوتے چلے جائیں گے اور جو کوئی کہے کہ دنیا کی ایک شے بھی ایسی ہے کہ بے کار ہے اور اس میں انسان کے فائدہ کا کوئی سامان نہیں ہے اُسے جاہل کہا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم اسکی بات کو رد کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

انسانی جسم میں موجود اپنڈکس (Cecal Appendix) ہی کو لے لیں جس کے ظاہری طور پر تو زیادہ فوائد نظر نہیں آتے بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک زائد چیز ہے جو کہ انسان کے جسم میں موجود ہے جبکہ اس پر ہونے والی تحقیق کا مطالعہ کریں تو اس کے متعلق کئی نئی باتیں جاننے کو ملتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ اپنڈکس Lymphoid Tissue کا ایک ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے اور انتڑیوں کی قوت مدافعت کے نظام میں شامل ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ اس میں Microbiota بھی موجود ہوتے ہیں، جب کبھی انسان کو Diarrhea ہو تب یہ جسم کے مختلف کیمیائی توازن کو ہموار رکھنے میں مدد کرتے ہیں۔

پھر بظاہر مضر نظر آنے والی اشیاء میں بھی انسان کے لئے بہت سے فوائد موجود ہیں:

بظاہر جو چیزیں انسانی زندگی یا اس کے جسم کے لئے مضر نظر آتی ہیں ان میں بھی انسان کے فائدہ کے اسباب موجود ہیں۔خواہ کوئی کسی قدر ہی خطرناک زہر کیوں نہ ہو اس کا بھی کوئی نہ کوئی مفید استعمال ضرور ہے جس میں انسان کے لئے فائدہ کا پہلو ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ کر لوگوں نے سنکھیا، کچلہ، سانپ کے زہروں وغیرہ سے طبی فوائد حاصل کئے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں بہت سے ایسے زہریلے پودے اور جانور ہیں جن سے اب ادویات بنائی جاتی ہیں۔ مگر افسوس کہ اس کتاب کے کمال کا اعتراف نہیں کیا جس نے اِن ایجادات سے بہت پہلے اس زبردست سچائی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ہومیوپیتھی کا علاج بھی اس کی ایک مثال ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر ہانیمن (Dr Hahnemann) نے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر انسانی جسم میں کوئی ایسی بیماری موجود ہو جس کو جسم نے کسی وجہ سے نظرانداز کر دیا ہو اور اس کا مقابلہ نہ کر رہا ہو تو اگر بہت ہی لطیف مقدار میں کوئی ایسا زہر جس کی علامتیں اس بیماری سے ملتی ہوں جسم میں داخل کر دیا جائے مگر اسے ہلکا کرتے کرتے بالکل بے اثر کر دیا گیا ہو تو جسم اس نہایت کمزور بیرونی حملہ کے خلاف جو ردِعمل دکھائے گا اسی ردِعمل سے اس اندرونی بیماری کو بھی ٹھیک کر دے گا جو اس زہر کی علامتوں سے قریبی مشابہت رکھتی ہے۔ پس وہ طریقہ علاج جس میں انہی زہریلی اشیاء کو ویسی ہی بیماری دور کرنے کے لئے استعمال کیا جائے جیسی وہ خود پیدا کرسکتی ہیں، اسے ہومیو پیتھی یا بالمثل طریقہ علاج کہا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی تخلیق کردہ اشیاء کے منفی استعمال کے نتائج

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 30 میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہے وہ انسان کے فائدہ کے لئے ہے پس اس کو فساد اور جھگڑے کا ذریعہ بنانا درست نہیں۔ انسان نے جب بعض اشیاء کا منفی استعمال شروع کر دیا تو بنی نوع انسان کے لئے اس کے خطرناک نتائج نکلنا شروع ہو گئے۔ آجکل وہ ایجادات جن کے ذریعے سے انسان فساد پیدا کر سکتا ہے ان میں سرفہرست جنگی ہتھیار اور اسلحہ وغیرہ ہے۔ جب انسان غاروں میں رہتا تھا اس وقت انسان نے مختلف وحشی جانوروں سے دفاع کی خاطر اپنے لئے ہتھیار تیار کئے پھر انہی ہتھیاروں کو جدید شکل دی گئی اور اِن کے ذریعے انسان نے دوسروں کو نقصان پہنچانے یا دوسرے قبائل اور علاقوں پر قبضہ کرنے کی خاطر حملے شروع کئے۔

پھر اسی طرح سوشل میڈیا اور اس کے اثرات ہیں۔جس سہولت کو انسان نے اپنی آسانی کی خاطر تیار کیا تھا کہ ایک شخص میلوں دُور بیٹھے سے رابطہ کر سکے، نئے علوم سیکھ سکے، نئی زبانوں سے متعارف ہو، دنیا کے مختلف ممالک کی گھر بیٹھے سیر کر سکے۔ اب اس وسیلہ کے ذریعے ہی انسان مصیبت میں پڑ گیا ہے، لوگ اپنی تصاویر لگاتے ہیں پھر ان ہی کے ذریعے Blackmail کئے جاتے ہیں، ان کے بنائے Accounts کو Hack کر لیا جاتا ہے اور اُن کی تمام ذاتی معلومات کو پھیلا دیا جاتا ہے وغیرہ۔ پھر غلط قسم کے پروگرام انٹرنیٹ پر موجود ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں غلط خیالات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور بہت سے گھر تباہ ہونے لگ جاتے ہیں۔

تمام کی تمام چیزیں خدا تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لئے ہی پیدا کی تھیں مگر کچھ لوگ ان ایجادات کے منفی پہلوؤں کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں جن کے نتیجہ میں ایک پُرامن معاشرہ میں خرابیاں، جھگڑے اور فسادات شروع ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی تخلیق کردہ اشیاء پر غوروفکر کرنے کے فوائد

نظام کائنات پر غور کرتے کرتے جب دنیوی آنکھیں کُھل جاتی ہیں تو مومن روحانی طور پر بھی بینا ہو جاتا ہے اور روح بے اختیار پکار اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے رب تو نے اس عالم میں کچھ بھی بیکار اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو ہمیں عقل سلیم دے کہ ان کا صحیح استعمال جان سکیں اور تیری مخلوق کو فائدہ پہنچا سکیں۔ پس اس سچی شناخت کے بعد وہ خدا کو تمام عیوب سے مبرا پاتے ہیں اور یہ جان جاتے ہیں کہ وہ بےمقصد کام کرنے سے پاک ہے۔ پھر انسان کو بےمقصد کیسے پیدا کرسکتا ہے ضرور ہے کہ اسے اس کے اعمال کا بدلہ ملے۔ ایسے لوگ انجام بخیر کے لئے دعا گو ہو جاتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں آگ سے بچا اور ہماری زندگی کو بےمقصد بننے سے بچا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 5 اپریل 1995 کو ترجمۃ القرآن کلاس میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی تشریح کرتے ہوئے یہاں ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ اُولوالالباب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی بےمقصد پیدا نہیں کی۔ ہر وہ چیز جس کا کوئی مقصد نہ ہو اور ردی ہو وہ دنیا میں بھی عام طور پر جلانے ہی کے کام آتی ہے۔ پس وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم اپنے اس مقصد کو پالیں، جس مقصد کے لئے تو نے ہمیں پیدا کیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بےمقصد اور غیرنافع چیزوں کی طرح آگ میں جھونکے جائیں۔

کائنات کی سب چیزیں انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں تو پھر انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

کائنات کا وسیع نظام سب کچھ انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ دنیا میں موجود تمام اشیاء سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی، پودے، جانور، مٹی، ریت، پتھر، کوئلہ، تیل وغیرہ۔ ان سب کے استعمال سے انسان فائدے حاصل کرتا ہے اور اپنے واسطے نئی نئی سہولیات نکالتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب مخلوقات انسان کی خدمت کے لئے مامور کر دی گئی ہیں تو خود انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ کیا اسے بغیر کسی خاص مقصد کے تخلیق کیا گیا ہے؟ کیا انسان دنیا میں صرف اس لئے آیا ہے کہ دنیا کی رونقوں اور اس کی آسائشوں سے لطف اندوز ہو کر چلتا بنے؟ اگر انسان کی تخلیق کا مقصد صرف دنیا کی چیزوں سے فائدہ اُٹھانا ہے۔ گویا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بھاگنا، دوڑنا، کھیلنا، کودنا اور موج مستی کرنا، تو یہ مقصد دنیا میں بسنے والے ہزاروں لاکھوں حیوانات اور چرند پرند پہلے ہی بہت اچھی طرح پورا کر رہے ہیں، ایسے میں انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی دنیا میں ایک خاص مقصد کے تحت بھیجا ہے اور اس مقصد کی یاددہانی کے لئے دنیا میں اپنے انبیاء اور ان کے جانشین بھیجے اور زندگی گزارنے کے لئے ایک ضابطہ حیات بھی قرآن کریم کی شکل میں عطا کیا۔ تا کہ انسان اپنے مقصد سے ہٹ کر دنیا کی رنگینیوں ہی میں نہ کھو جائے۔ انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا۔ اور دیگر تمام مخلوقات کو اس کی خدمت پر لگا دیا تا کہ اس کو اپنے مقصد کے حصول میں آسانی ہو۔

انسان کی پیدائش کے پیچھے ایک علت موجود ہے۔ وہ دراصل اپنے خالق کی عبادت کرنا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اسی کے واسطے اپنے تمام کام کرنا اور ہر چیز میں خدا تعالیٰ کے عکس کو تلاش کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت:57) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔

’’وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی جن اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قویٰ کا میں ہی مقصود ہوں۔ وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے کہ تا مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں سو اس نے اِس آیت میں اشارہ کیا کہ جن و انس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بت پرستی نہ انسان پرستی کیونکہ ہر یک خطا صواب کی تلاش میں پیدا ہوا ہے۔۔‘‘

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 153-154 بقیہ حاشیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح میں مزید فرماتے ہیں ’’اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتاہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف طور کے مدعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے ہیں اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں مگر وہ مدعا جو خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رُو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو یہ تو مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے اُسے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے۔ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے۔خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا میں فانی ہو جانا ہی ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 100)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو اور اس کے

لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذّات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس اہم امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے، اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردّد نہ کرے، تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 118)

انسانی پیدائش کی غرض کو پورا نہ کرنے والوں کی خدا تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادتِ الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے، تو خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان:78) مَیں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک جنگل میں کھڑا ہوں۔ شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے، ہاتھ میں چھری ہے۔ جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف منہ کیا ہوا ہے۔ مَیں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ مَیں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں، تو مَیں نے یہی آیت پڑھی قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان:78) یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلادیں۔ اور یہ کہا کہ تم ہو کیا؟ آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقا کو عزیز رکھتا ہے۔ اور جو اس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو جہنم میں ڈالتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 118-119 ایڈیشن 1989ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری اُن کے لئے نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔ اگر زندگی خدا کے لئے ہو تو وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے، خدا تعالیٰ اُس کے اعضاء ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذباتِ نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے موافق ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں بچہ تھا، بوڑھا ہوا۔ میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا اور نہ اُس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں، گویا متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 116-117)

اب اس امر پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ جو زندگی کے مقاصد اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں کیا ہم ان کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں یا نہیں؟

مقامِ افسوس ہے کہ دنیا کی ایک بہت بڑی تعداد اپنی تخلیق کے مقصد کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خالقِ کائنات اور اس کی عبادت کی طرف متوجہ نہیں اور زندگی کو محض ایک لہو و لعب یا کھیل تماشہ سمجھ کر بسر کرتی دکھائی دیتی ہے اور خدا تعالیٰ سے منہ موڑنے کی بنا پر آئے دن نت نئی آفات اور بلائیں انہیں گھیرتی نظر آتی ہیں۔

ایک انسان جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اتنی بڑی کائنات پیدا کی اور تمام مخلوقات کو اس کی خدمت پر لگا دیا اُسے کم از کم اپنا یہ فرض تو ادا کرنا چاہئے کہ اپنے خالقِ حقیقی کو پہچانے، اس کے احکامات کو سمجھے اور پھر ان پر عمل کرتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرے۔

انسان کے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کے ذرائع

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اس بات کی طرف راہنمائی کرنے کے لئے کہ اپنے مقصدِ پیدائش کو کس طرح پہچاننا ہے اور اس کی عبادت کے طریق کس طرح بجالانے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا رہا ہے جو اپنی قوموں کو اس عبادت کے طریق اور مقصدِ پیدائش کے حصول کے لئے راہنمائی کرتے رہے اور پھر جب انسان ہر قسم کے پیغام کو سمجھنے کے قابل ہو گیا اس کی ذہنی جلا اس معیار تک پہنچ گئی جب وہ عبادات کے بھی اعلیٰ معیاروں کو سمجھنے لگا اور اس نے دنیاوی عقل و فراست میں بھی ترقی کی نئی راہیں طے کرنی شروع کر دیں۔ آپس کے میل جول اور معاشرت میں بھی وسعت پیدا ہونی شروع ہو گئی تو انسان کامل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آخری شریعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھیجا جس نے پھر اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر یہ اعلان کیا کہ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ:4) کہ آج میں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں اور احسان کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا اور اس قرآن میں جس کے لئے دین کو مکمل کیا اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے طریقے بتائے۔

(خطبہ جمعہ 15 جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

پھر فرماتے ہیں ’’اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح طور پر یہی فرمایا ہے کہ میں نے جن و انس کو عبادت کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ لیکن یہاں پابندی نہیں ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی مخلوق پیدا کی ہے وہ ضرور پیدائش کے وقت سے ہی اپنے ماحول میں بڑے ہوں تو ضرور عبادت کرنے والے ہوں۔ ماحول کا اثر لینے کی ان کو اجازت دی گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ پیدائش کا مقصد یہی ہے کہ عبادت کرنے والا ہو اور عبادت کی جائے لیکن ساتھ ہی، جیسا کہ میں نے کہا، شیطان کو بھی کھلی چھٹی دے دی، ماحول کو بھی کھلی چھٹی دے دی کہ وہ بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

فرمایا کہ جو میرے بندے بننا چاہیں گے، میرا قرب پانا چاہیں گے وہ بہرحال اپنے ذہن میں یہ مقصد رکھیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق عبادت کرنی ہے۔ اور اب کیونکہ ایک مسلمان کے لئے وہی عبادت کے طریق ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں۔ اسی شریعت پہ ہمیں چلنا ہے جو آنحضرت ﷺ لے کے آئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھتے ہوئے عبادت کے طریق سکھائے ہیں اسی طرح عبادت بھی کرنی ہے۔ اور جو اوقات بتائے ہیں ان اوقات میں عبادت کرنی ہے۔ اگر نہیں تو پھر مسلمان کہلانے کا بھی حق نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے کا بھی حق نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے خالق کے پاک کلام کا مطالعہ کرے، اسے سمجھنے کی کوشش کرے اور اس کی ہدایات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ ان ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرے گا اور خدا تعالیٰ کی تخلیق پر غور و فکر کرتا رہے گا تو بے اختیار کہہ اٹھے گا:

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رَہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

اگر مومنین کائناتی علوم پر غور و فکر کے ساتھ عبادت اور دعا سے خدا تعالیٰ کی مدد کے طالب ہو جائیں تو ان عجائبات کو بھی پالیں گے جن تک غیر کو اب تک رسائی حاصل نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رحمٰن و رحیم خدا کی پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا فیض عام اور اس کی رحمت جو ہر چیز پر حاوی ہے، ہمیں اس کی عبادت کی طرف مزید توجہ دلانے والی ہو اور پھر اس فیض کو اپنی زندگیوں پر لاگو کر کے، بے لوث ہو کر ہم حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے خالق و مالک کے قریب کرنے اور اس کی بندگی کے صحیح طریق سکھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

رپورٹ: محمد اکرم محمود۔ صدر مجلس انصار اللہ و نمائندہ الفضل ڈنمارک

سائیکل ٹور مجلس انصار اللہ ڈنمارک

مجلس انصار اللہ ڈنمارک کو گزشتہ سال کیطرح امسال بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے سائیکل ٹور کے انعقاد کی توفیق ملی۔ گزشتہ سال مسجد نصرت جہاں سے بیت الحمد ناکسکو 165 کلومیٹر کا سفر طے کیا گیا تھا جبکہ امسال مؤرخہ 4 اور 5 جون کو مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک سے مسجد محمود مالمو سویڈن کا سفر کرنے کی توفیق ملی۔

مؤرخہ 4 جون صبح ساڑھے دس بجے یہ قافلہ مسجد سے دعا کے ساتھ روانہ ہوا اور کوپن ہیگن شہر کراس کرتے ہوئے شام چار بجے ہلسنگبورگ پہنچا۔ ڈنمارک کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہاں اکثر جگہ پر سائیکلز کے لئے علیحدہ راستے بنائے گئے ہیں۔ اور اکثر یہ راستے عام روٹ سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔ یہ روٹ جس پر ہم نے سفر کیا یہ بھی نہایت

خوبصورت تھا جو کبھی جنگل سے گزرتا یا کبھی سمندر کے کنارے سے ہوتا ہوا راستے میں آنے والے چھوٹے شہروں کو کراس کرتا۔ کیونکہ کوپن ہیگن اور مالمو کے درمیان سمندر پر ایک پل تعمیر ہے جس پر سے صرف گاڑیاں اور ٹرین گزر سکتی ہیں اسلئے سائیکل سفر کا روٹ بناتے ہوئے کوپن ہیگن سے ہلسنگیور کا روٹ اختیار کیا گیا جو کے 51 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں سے سویڈن جانے کے لئے شپ چلتے ہیں۔ رات قافلہ کے ممبران نے اس شہر میں واقع ایک ہوسٹل میں قیام کیا اور اگلے روز بذریعہ شپ ہلسنگبورگ سویڈن پہنچے۔ اس طرح مسجد محمود مالمو تک 125 کلومیٹر کا سائیکل سفر طے کیا گیا۔

اس سائیکل سفر کو مجلس نے اپنے سالانہ ایکٹیویٹی پروگرام میں شامل کیا تھا اور سال کے آغاز سے ہی ممبران مجلس کو اس میں شامل ہونے کے لئے توجہ دلائی جاتی رہی۔ اسی طرح مؤرخہ 7 مئی 2022 کو مسجد نصرت جہاں میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا جس میں فرسٹ ایڈ، فیزیو تھراپی اور سائیکل چلانے کے بارہ میں آگاہی دی گئی۔ اس پروگرام میں مسجد کے ہمسایہ میں رہنے والے سائیکل ٹرینز محترم کلاوس ماتھیز صاحب نے بھی شرکت کی۔ آپ نے سائیکل چلاتے وقت کن باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے اور خاص طور پر جب گروپ کی صورت میں چلائیں اور کس قسم کی ایکسرسائز کرنا چاہیے کے بارہ میں راہنمائی کی۔ اسی طرح ممبران کی طرف

سے کئے جانے والے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ محترم کلاوس صاحب کیونکہ خود ایک کلب کے ٹرینز ہیں اس لئے انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کے مسجد بھی سائیکل نگ کے پروگرام ترتیب دے رہی ہے۔ اسی طرح جس دن سفر کا آغاز کیا آپ اپنی ساری فیملی کے ساتھ باہر آ کر ہاتھ ہلا کر الوداع کرتے رہے۔

مسجد محمود آمد پر محترم رضوان افضل صاحب مربی سلسلہ، صدر جماعت مالمو اور دیگر احباب نے ممبران کو خوش آمدید کہا اور نہایت پرتکلف کھانا پیش کیا گیا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد گاڑیوں کے ذریعہ واپسی ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ دو دن موسم نہایت خوشگوار رہا۔ اس سفر کے لئے خاص طور ٹی شرٹس بنوائی گئی تھی جس پر محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں ڈینش اور انگلش زبان میں میں تحریر تھا اسی طرح لوگو اور مسلم فور پیس بھی لکھا گیا تھا۔ ان ٹی شرٹس کی وجہ سے رستے میں ملنے والے لوگوں کو ہمارے بارہ میں تعارف حاصل ہوا۔ کئی احباب نے ان ٹی شرٹس پر لکھے پیغام کی تعریف کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام احباب نے اس پروگرام کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کو مزید احسن طریق پر کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ: ارشد محمود۔ نمائندہ الفضل آن لائن یونان

جلسہ یوم خلافت، جماعت احمدیہ یونان

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 29/ مئی 2022ء جماعت احمدیہ یونان کو جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اس جلسہ کے لئے مرکزی مقرر کے طور پر حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم و محترم مولانا وسیم احمد فضل صاحب، استاد جامعہ احمدیہ یوکے کو مقرر فرمایا جنہوں نے مربی صاحب کی درخواست پر جلسہ کی صدارت بھی کی۔

جلسہ بمقام ایتھنز مشن ہاوس بعد از نماز ظہر وعصر 14:15 بجے شروع ہوا۔ جلسہ کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن سے ہوا جس کے لئے مکرم محمد یوسف صاحب نے سورة النور آیت نمبر 56-57 کی تلاوت کی اور

ترجمہ پیش کیا۔ حدیث نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مکرم داؤد احمد ناصر صاحب نے پڑھ کر سنائی۔ تقریر اول بزبان انگریزی مکرم شمس الدین ادریس صاحب نے بعنوان احمدیت میں خلافت (Khilafat in Ahmadiyyat) پیش کی۔ تقریر دوم بزبان اردو مکرم طارق عزیز صاحب نے یونان کی جماعت شمالی یونان کے شہر تھیسالونیکی سے آن لائن بذریعہ زوم پیش کی جس کا عنوان تھا ''خلافت علیٰ منہاج النبوة''۔ نظم ''خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا۔۔۔'' مکرم خرم مبارک احمد صاحب نے نہایت خوبصورت آواز میں پیش کی۔ تقریر سوم بزبان یونانی مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ یونان نے کی جس کا عنوان تھا ''نظام خلافت''۔ اختتامی تقریر مکرم مولانا وسیم احمد فضل صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے، مہمان خصوصی و مرکزی مقرر نے خلافت احمدیہ کے موضوع پر کی جس میں آپ نے خلافت احمدیہ کے آغاز سے خلافت خامسہ تک مختلف تاریخی اور ایمان افروز واقعات کا ذکر فرمایا۔

اختتامی دعا

محترم عطاء النصیر صاحب مربی سلسلہ کی درخواست پر مہمان خصوصی

نے اختتامی دعا کروائی۔ 16:15 بجے جلسہ کا اختتام ہوا۔

اجتماعی دعا کے بعد احباب جماعت کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ مسجد میں حاضر انصار و خدام کی تعداد 16 تھی۔ آن لائن بزریعہ زوم جلسہ میں جماعت ایتھنز، جماعت سنٹرل یونان اور جماعت شمالی یونان کے مختلف علاقوں جن میں تھیسالونیکی، کاترینی اور سکیروس سے 25، احباب شامل ہوئے۔ شمالی یونان جماعت کے شہر تھیسالونیکی میں پہلی مرتبہ اجتماعی طور ایک ہوٹل کے ہال میں جلسہ کی کاروائی بذریعہ زوم سننے کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح اس جلسہ میں انصار، خدام اور لجنہ اماء اللہ کی کل حاضری 41 تھی۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں خلافت کی نعمت اور اس کی برکات سے تاقیامت متمتع فرماتا چلا جائے اور ہمیں اور باقی ساری دنیا کو خلافت کی برکات سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نصیر احمد شاہد۔ مبلغ انچارج فرانس

فرانس میں تبلیغ اسلام احمدیت

روس اور یوکرین کی جنگ کی وجہ سے دنیا میں اور بطور خاص فرانس میں سیاست کی راہ داریوں، سفارتی ملاقاتوں، پریس میڈیا کے ماحول میں اور کانفرنسز کی تقاریر میں یہ جنگ کسی نہ کسی لحاظ سے زیر بحث رہتی ہے۔موضوع گفتگو اگر برائے راست روس اور یوکرین کی جنگ نہ بھی ہو تو گھوم گھما کے سوالات و جوابات اور تبصروں کی تان اس موجودہ جنگ کے ماقبل و مابعد ممکنہ حالات پر ٹوٹتی ہے۔

بعض لوگ تو اس موجودہ جنگ کے نتیجہ میں ایک بڑھتی اور پھیلتی ہوئی جنگ کے امکان سے بالکل انکاری ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ دنیا کے لیڈرز کوئی ایٹمی جنگ نہ ہونے دیں گے۔جبکہ بعض اس کا خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اسکے امکانات پر تبصرے کرتے اور بیانات بھی دیتے ہیں۔اور بعض ایسے حقیقت پسند دانشور بھی ہیں جو روس و یوکرین کی جنگ کی وجوہات کی بنا ماضی کے معاہدات کی عدم پاسداری، مہلک اسلحہ کی تیاری اور اسکے پھیلتے ہوئے خرید و فروخت کے کاروبار کو بھی قرار دیتے ہیں۔جبکہ اس میدان میں حاصل ہونے والی دولت یہ بعض طاقتور ممالک کی اقتصادیات کی بنیاد کا ایک اہم حصہ ہے اس لئے پریس، میڈیا اور سیاستدان بھی دنیا کے امن کیلئے مثبت رول ادا نہیں کرتے۔

یہ کانفرنسز ایسا ماحول پیدا کرتی ہیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بین الاقوامی فورمز میں خطابات کا مجموعہ والی کتاب ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' ایک خاص اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔اور اس کا عنوان اور بحث کا موضوع دانشوروں کیلئے توجہ کا مرکز بنتے ہیں۔آج کی نشست میں ایسی ہی بعض کانفرنسز اور مواقع کا ذکر کرنا مقصود ہے۔رابطہ کی آسانی کیلئے خاکسار نے یہ طریق اختیار کیا ہے، اور ممکن ہے قارئین کیلئے اچھا نسخہ ثابت ہو، کہ سب کتب کے اندرونی صفحہ پر سٹکر نما اپنا وزٹنگ کارڈ چسپاں کر دیتا ہے۔

3جون کو ''جیو پولیٹیکل اکیڈمی پیرس'' نے ایک کانفرنس منعقد کی۔فرانس میں ہنگری کے سفیر Mr.Georges Habsbourg-Lorraine کو مدعو کیا گیا۔انکی تقریر کا موضوع تھا:''یورپین یونین،

Mr. Georges de Habsbourg-Lorraine
Ambassador of Hungary

آئی ٹی ایم کا ارتقاء اور یوکرین کا بحران''۔ماضی میں یوکرین کے روس کے ساتھ انتہائی قریبی اور تاریخی تعلقات تھے اور انرجی کے معاملات میں روس پر بہت انحصار کرتا ہے۔موجودہ بحران میں اس کے لئے کافی مشکلات ہیں۔اور باوجود تنقید اور دباؤ کے وہ روس کو اس طرح چھوڑ نہیں سکتا جیسے دیگر مغربی یورپ کے بعض ممالک چاہتے ہیں۔

اس کانفرنس میں پریس میڈیا، ریسرچ سکالرز اور کئی سفارت کار شامل تھے۔کانفرنس کے بعد ہنگری کے سفیر اور فرانس میں صومالین سفارت خانہ میں متعین ملٹری اتاشی مسٹر محمد سمیت 6 شرکاء کو مختصر تعارف کے ساتھ حضور انور کی کتاب ''عالمی بحران اور امن کی راہ'' پیش کرنے کا موقعہ ملا۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کانفرنس کے کئی شرکاء کو پہلے ہی یہ کتاب پیش کر چکا ہوں۔اور بعض نے بتایا کہ یہ کتاب ان کے زیر مطالعہ ہے۔

پھر 8 جون کو PUGWASH-France نے پیرس میں ''جولائی 1914 کے بحران سے یوکرین کی جنگ تک'' کے مختلف پہلوؤں اور جنگ کے متبادل سے متعلق کانفرنس کیلئے ''ورسائی یونیورسٹی'' کے جرمن نژاد پروفیسر Thomas Lindemann کو مدعو کیا گیا تھا۔

قارئین کے افادہ کیلئے عرض ہے کہ پگواش ایک عالمی تحریک یا تنظیم ہے جس کی ایک شاخ فرانس میں بھی ہے۔9 جولائی 1955 میں رَسل اور آئن سٹائن نے ایک منشور تحریر کیا تھا جس کی بنا پر انہوں نے تباہ کن ایٹمی ہتھیاروں کی روک تھام کیلئے سائنسدانوں کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ان کے اس منشور کی بنا پر سرد جنگ کے زمانہ میں 1957 میں کینیڈا کے شہر Pugwash میں اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔اسی وجہ سے اس تحریک کا نام پگواش رکھا گیا۔تباہ کن ہتھیاروں کے استعمال اور ان کے تجربات کو روکنے کی مساعی کی بدولت، رَسل اور آئن سٹائن کے منشور کے چالیس سال بعد 1995 میں پگواش تحریک اور Jozef Rotblat کو مشترکہ طور پر امن کا نوبل پرائز ملا۔اسی لئے فرانس میں بھی یہ تحریک ہتھیاروں کی روک تھام اور امن سے متعلق کانفرنسز منعقد کرتی رہتی ہے۔

کووڈ کی پابندیوں کے بعد ''پگواش فرانس'' نے اپنی پہلی کانفرنس منعقد کی۔خاکسار کو بھی اس میں شرکت کی دعوت ملی۔لہٰذا دیگر کانفرنسز

Mr. Jacques Borde
Vice president of PUGWASH-France

کی طرح یہاں بھی حضور انور کی کتاب کا ایک بڑا ڈبہ اپنے ٹرالی میں ڈال کر ٹرین اور میٹرو کا سفر کرتے کرتے کانفرنس ہال میں پہنچ گیا۔منتظم کی اجازت سے ایک میز پر کتب سجالیں۔اور ایک گتے پر ''تحفہ قبول کریں'' لکھ دیا۔''پگواش فرانس'' کے صدر Nicolas Delerue، نائب صدر Jacques Bordé، سیکریٹری اور مہمان مقرر سمیت کانفرنس سے پہلے اور بعد میں 22 شرکاء کو مختصر تعارف کے ساتھ کتاب پیش کی۔سوالات کے وقت خاکسار نے یہ سوال کیا کہ ''دنیا نے بے انتہا ترقی کی۔کیا دنیا میں ایسے دانشور نہیں جو جنگ کی طرف بڑھتے قدموں کو روک لیں اور انسانیت کو ایٹمی جنگ کی تباہی سے بچالیں؟۔مگر جواب دینے کی بجائے صرف یہ کہا گیا کہ یہ سوال علم بشریات سے تعلق رکھتا ہے۔

اسی طرح 15 جون کو فرانس کی مشہور سوخ بون یونیورسٹی میں ''دنیا : کابل، کیو اور ساحل کے بعد''، کے موضع پر ''انٹرنیشنل ریسرچز ریویو'' کے زیر اہتمام ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔اس کانفرنس میں بھی تاریخ دان M. Chloé Maurel، امریکی امور کے ماہر Pierre Guerlain اور کانفرنس کے موضوع سے متعلق باخبر صاحبان علم Michel Rogalski Nils Andersson, Anne-Cécile Robert کو دعوت خطاب دی گئی تھی۔یہاں دیگر مسائل کے ساتھ معاہدات کی عدم پاسداری اور امریکی اسلحہ سازی اور اسلحہ کے کاروبار کو بھی زیر بحث لایا گیا۔اور اسے جنگوں کی وجوہات میں سے قرار دیا گیا۔اور اقوام متحدہ کے رول پر بھی بہت کچھ کہا گیا۔

سوالات کے وقفہ میں خاکسار نے سوال کیا: ''کابل سے کیو تک پہنچتے ہوئے ہم نے متعدد ممالک میں فوجی مداخلتیں دیکھیں۔یو این او کے حوالہ سے بعض درست اور بعض نادرست۔مگر کیا انسانی تباہی کے لحاظ ان دونوں طرح کی فوجی مداخلتوں میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟اور کیا پریس میڈیا یا اور سیاستدانوں کا رول مثبت رہا ہے؟جواب میں فاضل مقرر نے امریکی پالیسیوں، پریس میڈیا اور سیاستدانوں کے منفی رویوں پر تنقید کی۔کانفرنس کے بعد پانچوں مقررین سمیت 38

بقیہ صفحہ 3 پر

Mrs. Naima Moutchou
MNA-France in Ahmadiyya Mission

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ مبلغ سلسلہ گھانا

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کا چھٹا سالانہ کانوکیشن

منعقدہ 26 جون 2022ء

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل واقع منکسم سینٹرل ریجن گھانا جو احمدیہ مرکز سالٹ پانڈ سے (جہاں سے یکم مارچ 1921ء کو حضرت مولانا عبدالرحیم نیرؓ کی کاوشوں سے احمدیت کا طلوع ہوا تھا) 10 کلومیٹر کے فاصلہ پر ٹاکوراڈی اکرا روڈ پر واقع ہے۔ اس ادارہ کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی منظوری سے گھانا کے سابق امیر و مشنری انچارج الحاج ڈاکٹر عبد الوہاب بن آدم نے 26 اگست 2012ء کو کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم فرید احمد نوید صاحب مربی سلسلہ سابق ٹیچر تفسیر القرآن جامعہ احمدیہ و سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو جامعہ احمدیہ گھانا کا پہلا پرنسپل مقرر فرمایا جو گزشتہ گیارہ سال سے اس ذمہ داری کو باحسن طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

امسال محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کا چھٹا کانووکیشن مورخہ 26 جون 2022 کو منعقد ہوا۔ امسال جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل سے 7 ممالک کے 32 طلباء شاہد کی ڈگری لیکر فارغ التحصیل ہوئے۔ ان سات ممالک میں گھانا، نائیجیریا، یوگنڈا، گیمبیا، تنزانیہ، ماریشس اور سنٹرل افریقہ کے طلباء شامل ہیں۔ مجموعی طور پر اب تک 20 ممالک کے 126 طلباء جامعہ سے شاہد کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ اور مختلف ممالک کے میدان عمل میں خدمات سلسلہ احمدیہ میں مصروف ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذالك۔

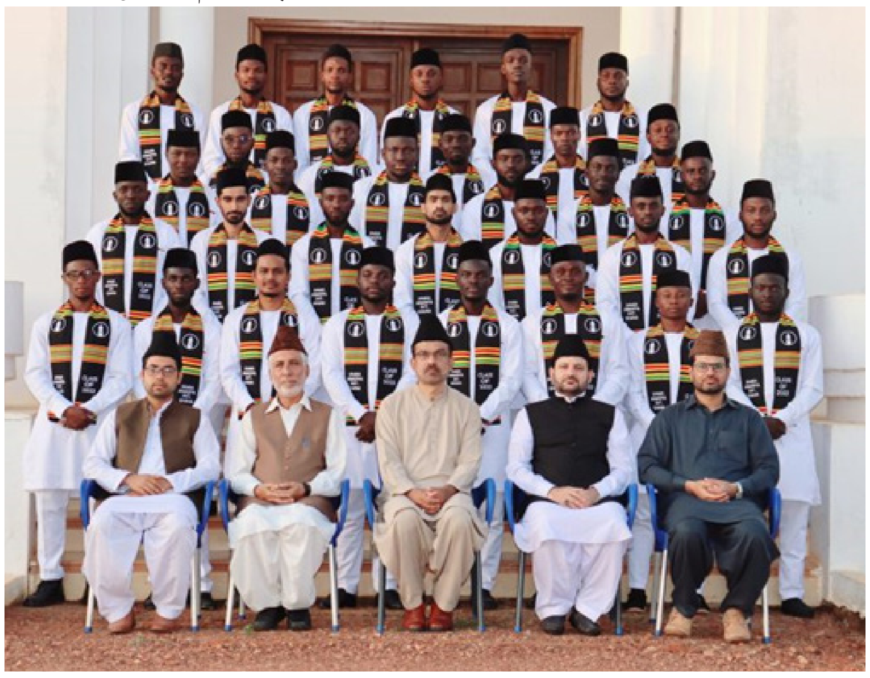

اس بابرکت اور پُروقار تقریب کے مہمان خصوصی مولوی نور محمد بن صالح امیر و مشنری انچارج گھانا تھے۔ اسی طرح گھانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (GBC) کے ڈائریکٹر جنرل پروفیسر امین الاحسن بھی بطور خاص مہمان کے طور پر موجود شامل ہوئے۔ دیگر معززین کے علاوہ اس کانووکیشن میں گورنمنٹ آف گھانا کے تین ارکان پارلیمنٹ بھی مہمان خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ دیگر مدعوین میں نیشنل مجلس عاملہ کے بعض ممبران، چند مرکزی مبلغین، ڈاکٹرز اور سنٹرل ریجن کی سرکردہ شخصیات بھی شامل ہوئیں۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد اردو نظم پیش کی گئی۔ نیشنل عاملہ سیکرٹری برائے امور خارجہ الحاج یوسف قوئینو نے معزز مہمانوں کا تعارف کرایا۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب کی فرمائش پر حسب ذیل معزز مہمانوں نے طلبۂ جامعہ انٹرنیشنل سے خطاب کیا اور اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ جن میں

1. پروفیسر امین الاحسن ڈائریکٹر جنرل گھانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن۔

2. عزت مآب سیدو ہارونا ممبر پارلیمنٹ۔

3. عزت مآب ڈاکٹر گاڈفریڈ سیڈو جاسا ممبر پارلیمنٹ۔ 4. اور عزت مآب الحاج الحسن کوبینا گھنسا ممبر پارلیمنٹ شامل تھے۔

اس تقریب کے آخر میں مکرم امیر صاحب گھانا نے فارغ التحصیل طلبائے شاہد میں اسناد تقسیم کیں اور اپنے اختتامی کلمات سے نوازا۔ اختتامی دعا کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب کا آغاز بارہ بجے شروع ہوا اور تین بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذالك۔

ایک سبق آموز بات

بغض اور کینہ سے پاک سوچ

بغض اور کینہ صرف اور صرف خود کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ کسی پر کسی بات پہ غصہ آنے لگے بھی تو وقتی ہونا چاہیئے۔ خود پر قابو پا کر معاملے کی اصل وجہ کو جاننے اور پھر اس وجہ کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی ایک قابل قدر شخصیت کا کام ہوتا ہے جو کبھی بغض اور کینے کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔ انسان سے نہیں برائی سے نفرت کرتا ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع و غروب آفتاب

16/ جولائی 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:21	19:06
مدینہ منورہ	04:13	19:13
قادیان	03:57	19:35
ربوہ	03:37	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:37	21:12

فقہی کارنر

بیمار کا مسلسل اخراجِ ریح ناقضِ وضو نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحبؑ نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضورؑ نے فرمایا حکیم صاحب! آپ کی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور۔ فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھایئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقضِ وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 614-615)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)